اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (الحدیث)
مرآۃ العرفان
کلامِ منظوم
حضرت قبلۂ عالم سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑا شریف
www.maktabah.org

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست
ہائے وہوئے رُوح از ہیہائے اوست

کلامِ منظوم

سیّد پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست
ہائے وہوئے روح از ہیہائے اوست

کلامِ منظوم

سیّدِ پیرِ مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف

اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ (الحدیث)

مِرْاۃُ الْعِرْفَان

کلامِ منظوم اعلیحضرت شمسِ شریعتِ محمدیہ ماہِ طریقتِ چشتیہ پیرِ روشن ضمیر
قبلہ عالم سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز

بایمأ

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہ

باہتمام

جناب سید پیر شاہ عبدالحق شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مرصّع ایڈیشن بار ———— سوئم
مقامِ اشاعت ———— گولڑہ شریف، ضلع اسلام آباد
کتابت ———— خوشی محمد خوش رقم جالندھری
تاریخ اشاعت ———— ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ مطابق جون ۲۰۰۰ء

ملنے کا پتہ ———— کتب خانہ درگاہِ غوثیہ مہریہ
گولڑہ شریف - اسلام آباد - پاکستان

مطبوعہ ———— پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۱۱۸ - جی ٹی روڈ - سمن زار سٹریٹ لاہور ۵۴۹۲۰
فون: ۶۸۱۴۳۳۹ - ۶۸۶۴۱۶۴ - ۶۸۶۵۰۱۰

تعارف

حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی قادری الگیلانی قدس سرّہ العزیز کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اُنیسویں صدی عیسوی میں پنجاب کے خطّہ پوٹھوہار کے قصبہ گولڑا ضلع راولپنڈی میں جلوہ افروز ہُوئے۔ اور مشاہیر عُلمائے شریعت اور مشائخ طریقت سے اکتساب علم و عرفان فرمانے کے بعد ایک جہان کو اپنے علمی اور رُوحانی فیض سے مُستفیض فرمایا۔ چنانچہ آپ کی تصنیفات سیفِ چشتیائی، تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، اعلاء کلمۃ اللہ، الفتوحاتُ الصّمدیہ، شمسُ الھدایۃ، مکتوباتِ طیّبات اور ملفوظاتِ مہریہ آپ کے تبحرِ علمی اور رفعِ رُوحانی کا بیّن ثبوت ہیں۔

اگرچہ آنجناب کا مشغلہ شعر و شاعری نہیں تھا، تاہم بعض اوقات بلا تکلّف بطریقِ "آمد" آپ کی زبانِ مُبارک سے بعض اشعار اور غزلیات منصّۂ شہود پر آئے ہیں، جو آپ کی قلبی کیفیّات کے آئینہ دار ہیں۔

حضرتؒ کی بعض پنجابی نظمیں قبولِ عام حاصل کر چکی ہیں اور بے پناہ تاثیر کی حامل ہیں۔ بالخصوص وُہ نعت جس کا مطلع ہے ؎ اَج سِک متراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے"۔ اور دو اور نعتیں ع "اَجے بھی اوہ پیاں دِسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں"۔ اور ع "دِل لگڑا بے پرواہاں نال" اِس مُلک میں قوّالی کی جان سمجھی جاتی ہیں۔

ذیل میں آپ کے منظُوم کلام کا مُعتد بہ حِصّہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جس میں آپ کی

تقریباً تمام وُہ غزلیات، نعتیں، نظمیں اَور اشعار دیئے جا رہے ہیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے مِلے ہیں ۔ جہاں تک ممکن ہو سکا ہے ہر نظم کے ساتھ وُہ واقعات بھی مختصراً بیان کر دیئے گئے ہیں جِن کے اثر کے تحت اشعار ظہُور میں آئے ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے مقبُولان کے اِرشادات اَور تعلیمات سے فیض حاصِل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

نیاز مندِ درگاہِ مہریہ

فیض احمد فیضؔ

حال مقیم آستانۂ عالیہ مہریہ، گولڑا شریف

۲۹ ۔ صفر المظفّر

سنہ ۱۳۹۴ھ

فہرست مضامین

کلامِ منظوم حضرت قبلۂ عالم گولڑوی رح

حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ پنجابی اور فارسی زبان کے ایک نغز گو سخنور تھے۔ آپ کا کلام جو نعت، مناجات اور تصوّف پر مشتمل ہے اپنی سلاست اور انوکھے انداز کی وجہ سے غلبۂ حال کا مرقّع معلوم ہوتا ہے۔ کئی طویل نظمیں فی البدیہہ لکھتے یا لکھوا دیتے تھے وارداتِ غیبی کی تاثیر سے ایک مرتبہ قافیہ و ردیف سے بے نیاز ہو کر بھی کلام ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اپنے فرزند حضرت قبلہ بابوجی کی طرف ایک مکتوب میں اس قسم کا ایک شعر درج کر کے فرماتے ہیں "لسان الوقت کو قافیہ و ردیف سے غرض نہیں۔ لہٰذا مجنونانہ مضامین پر عقلا کو مواخذہ کا استحقاق نہیں"۔

کبھی کسی اُستاد کا کلام پسند فرماتے تو طبعِ عالی پرواز کر کے اپنے بلند مقام سے جواب کہہ جاتی۔ چنانچہ حضرت سیّد بُلّھے شاہ صاحب رح نے فرمایا تھا ؎

کُن فیکُون جداں آکھیا آہا تاں اساں وی کولے آہے
جب اللہ نے کُن فیکون کے الفاظ کہے تھے اُس وقت ہم بھی پاس ہی تھے

ہِکے لامکان مکان اساڈا ہِکے بُت وِچ آن پھنسیا سے
کبھی لامکان ہمارا ٹھکانہ تھا مگر اب اِس پُتلے میں مقیّد ہیں

ہِکے مَلک اسانوں سجدے کردے ہِکے خاک وِچ آن رُلیا سے
کبھی ہم فرشتوں کے مسجود تھے مگر اب خاک میں مِلے ہیں

بُلّھے شاہ نفس پلیت نے پلیت کیتا کوئی مُڈھ دے پلیت تاں ناہے
بُلّھے شاہ اس نفس کے ہاتھوں ہم رُسوا ہوئے ورنہ ازل سے تو ہم ایسے نہ تھے

۱۔ اِس زمین میں ہمارے حضرتؒ کا اِرشاد ہے :۔

کُن فیکُون تاں کَل دی گَل ہے اساں اگےّ پریت لگائی

کُن فیکون تو کَل کی بات ہے ہم نے اُس سے بہُت پہلے پریت لگائی تھی

تُوں میں حرف نشان نہ آہا جدوں دِتی میم گواہی

"میم" نے اُس وقت گواہی دی جب تیرا میرا نشان بھی نہ تھا

اَجے وی سانُوں اَوہ پئے دِسدے بیلے بُوٹے کاہی

اُس وقت کے آثار ہمیں اب بھی نظر آ رہے ہیں

مہرؔ علی شاہ رَل تاہیوں بیٹھے جداں سِک دوہاں نُوں آہی

اَے مہرعلی شاہ دونوں کو ایک دُوسرے کی طلب تھی اِس لیے مِل بیٹھے ہیں

(اِس رُباعی میں حضرتؒ نے اَوّلُ مَاخَلَقَ اللہُ نُوْرِیْ کے مطالب کی طرف اِشارہ فرمایا ہے جو حضرت امام احمد بن حجرؒ نے مُسند عبدالرزاقؒ سے بروایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی ہے کہ کہا حضرت جابرؓ نے ۔یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کِس چیز کو پیدا فرمایا تھا؟ فرمایا سب سے پہلے ۔اَے جابرؓ۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے نبیؐ کے نور کو اپنے نُور سے پیدا کیا ۔اَور یہ نُور بقدرت و مشیّتِ خُداوندی پھرتا رہا جہاں اُس نے چاہا۔ اُس وقت کوئی شے نہ تھی ۔نہ لوَح نہ قلم ۔نہ بہشت نہ دوزخ ۔نہ فرشتے ۔نہ آسمان نہ زمین ۔نہ سُورج نہ چاند ۔نہ جنّ نہ آدمی ۔پھر جب مخلُوق پیدا کرنے کا اِرادہ ہُوا ۔تو اللہ نے اُس نُور کو چار اجزاء پر تقسیم فرمایا ۔پہلے جُزو سے قلم ۔دُوسرے سے لوَح اَور تیسرے سے عرش کو پیدا کیا ۔اَور چوتھے جُزو کو پھر چار حِصّوں میں تقسیم کیا گیا ۔پہلے سے آسمان ۔دُوسرے سے زمین ۔تیسرے سے بہشت اَور دوزخ پیدا کیے ۔پھر چوتھے حصّہ کو چار حِصّوں میں تقسیم کیا گیا ۔پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور ۔دُوسرے سے اُن کے دِلوں کا نور ۔تیسرے سے نُورِ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کو پیدا کیا ۔حضرت سیّد محمّد حنفادیؒ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ چوتھے حِصّہ سے اَرواحِ انبیاؑ پیدا کیے گئے اَور مَابَقِیَ کو پُشتِ آدم میں رکھا گیا)

خواجہ حافظ شیرازیؒ کی ایک غزل کا شعر ہے :-

سینہ مالامالِ درد است اَے دریغا مرہمے	دل ز تنہائی بجاں آمد خدارا ہمدمے

حضرتؒ نے اسی رنگ میں اِس طرح فرمایا ہے :-

۲۔ سینہ مالامالِ درد است و بجوید ہر دمے	درد بر دردے دِگر زخمے بجائے مرہمے
قرعۂ فالش بنامِ آدمِ خاکی زدند	گل بودنے دِل کہ یاد ردِنے بجوید مرہمے
دِل کُند زخمے رفو گر مہرباں دارد طلب	نوکِ مژگاں راصبا بار دِگر گو مرہمے
بستہ شُد اندر ازل خاطر بداں شورِ جہاں	کز نسیمِ تابِ زُلفش نوریاں پیچد ہمے
اَلکحلُ العَینَینِ اَملَحُ اَزَجُّ الحَاجِبَینِ	سُرمہ گیں چشمے، کماں ابرو، ملیحے، ارحمے
رُوئے تاباں والضّحٰی واللّیل مُویش فِی السجیٰ	وز فتحانش بوئے یٰسین از متبسّمے

دوش در گوشم رسیدہ از سگانِ کوئے دوست

مہرِ مارا کے سزد ہر خود پرستے بے غمے

حضرتؒ کی یہ غزل ایک سال پاک پتن شریف کے عُرس پر ایّامِ محرّم میں پڑھی جارہی تھی۔ حضرتؒ خود رونق افروز تھے۔ ہندوستان کے ایک بزرگ سجّادہ نشین پہلے ہی شعر پر وجد میں آکر رقص کرنے لگے۔ آدابِ چشتیہ کے مُطابق ساری محفل بھی کھڑی ہوگئی۔ روتے جاتے تھے اور لذّتِ فریاد میں اِن اشعار کی اِس طرح تشریح کر رہے تھے "سُبحان اللہ! پیر صاحبؒ نے کیا خوب مرثیہ کہہ ڈالا ہے۔ حضرت امام حُسینؓ تہِ خنجر کیا فرما رہے ہیں :-

"اَے میرے دِل وجان اور میری رُوح کے محبُوب! اَے میرے ایمان!! اِس خنجر کی روانی کو تا قیامِ قیامت دراز کر دے کہ تیری محبّت میں ذبح کیا جاؤں اور زندہ ہو جاؤں اور پھر ذبح کیا جاؤں۔"

اسی طرح حضرت عراقیؒ کے اشعار سے بھی متاثر ہو کر حضرتؒ نے جواباً چند اشعار کہے۔

حضرتِ عراقیؒ فرما گئے ہیں :۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند مزاجش عکسِ آں گُل فام کردند

چُوں خُود کردند رازِ خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

اِس پر حضرتؒ فرماتے ہیں :۔

۳۔ مئے توحید از خم خانۂ غیب بمستانِ الست اِنعام کردند

چُوں غلطیدم زِ مستی ہا بہر سُو حریفاں مستی از من وام کردند

ہویدا شُد در اِمکاں صُورتِ حق بہ آں صُورت جہاں را رام کردند

بہرِ آں کہ غیرش نیست موجود
بخُود آغاز وہم انجام کردند

۱۹۱۲ء میں ملک سُلطان محمود خان ٹوانہ نے قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کی خدمت میں اپنی کسی پریشانی کے متعلق عریضہ ارسال کیا اور عنوان پر یہ شعر لکھا۔

گر چارہ مِرے زخمِ جگر کا نہیں کرتے اچّھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے

حضرتؒ نے بواپسی اپنے قلم مُبارک سے یہ منظوم جواب ارسال فرمایا :۔

۴۔ اُس چشمِ سیاہ مدبھری پُر سحر وفتن سے سُلطاں بھی اگر اُلجھیں تو اچّھا نہیں کرتے

بے ساختہ تھا زخمِ جگر نوکِ مژہ سے پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وُہ اچّھا نہیں کرتے

کہہ دیوے بھلا کیسے کوئی میرِ عرب سے "اچّھا یہی کہہ دو کہ ہم اچّھا نہیں کرتے"

ہے مِہر و وفا طرز و ادا آلِ عبا کی
ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچّھا نہیں کرتے

مولوی محرّم علی چشتی کے لڑکے مولوی قائم علی جب گولڑہ شریف کے درسِ دینیات میں داخل ہُوئے تو نہایت غبی طالب علم شمار کیے جاتے تھے۔ اِس سے پہلے مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اساتذہ ان پر بہت محنت ضائع کر چکے تھے۔ اَور اُنہوں نے چشتی صاحب پر جو انجمن نعمانیہ کے صدر تھے اس صاحبزادہ کی تعلیم کے متعلق اپنی قطعی مایُوسی کا اظہار کر دیا تھا لیکن چشتی صاحب بھی بیٹے کو انگریزی سکولوں میں داخل کرنے کے مشوروں کو ٹھکرا کر اُسے عالمِ دین بنانے کے اِرادہ پر مُصِر تھے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ نے قائم علی صاحب کے ذہنِ نارسا کی شکایات سُن کر اپنے پاس بُلوایا اَور "فاضل لاہوری" کا خطاب بخشا۔ چُنانچہ وُہ اِسم بامسمّٰی ہو گئے اَور عُمر بھر اِسی خطاب سے مشہُور رہے۔ ایک روز یہ "فاضل لاہوری" فارسی میں ایک نظم کہہ کر حضرتؒ کی خدمت میں لے آئے۔ اِس پر حضرتؒ نے اُنہیں یہ نعت فی البدیہہ لکھوا دی :۔

فارسی نعت

۵۔ آشفتۂ مہرُوئے پُرناز و سِتم گارم — من کُشتۂ ابرُوئے آں دِلبرِ عیّارم

بریادِ سیہ چشمے ہمہ روز سیاہم شُد — وز ناوکِ مژگانش صد خار بہ دِل دارم

از زُلفِ پریشانش شُد خانہ بدوش من — در مصحفِ رُوئے او آیاتِ خُدا دارم

عشق آمد و شُد ساری چوں بُو بگُلاب اندر — او در من و من در وَے سِر یست ز اسرارم

بیرُوں نہ زدم قدمے واں طرفہ تماشا بیں — پُر آبلہ شُد پایم عُمر یست کہ سیّارم

قَدْ کَانَ وَمَا مَعَہٗ مَاکَانَ مِنَ الْاَکْوَان — اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ مشہُودِ دِل زارم

تا یافتہ ام خبرے از بابِ علومِ دِل
دِلدادہ بمہرِ آں شہ حیدرِ کرّارم رضؓ

فارسی نظم

اِسی زمین میں کچھ عرصہ بعد حضرتؒ نے ایک اَور نظم مختلف حالات کے اندر قلم برداشتہ تحریر فرمائی تھی۔ موضع مونن تحصیل ہری پُور کے ایک معمّر اَور ذی علم سیّد حسین شاہ صاحب نے ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ جس کی کسی عبارت پر نواحی علاقہ کے ایک مُفتی نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شخص اہلسُنّت سے خارج ہے اَور اِس کے ساتھ تعلّق رکھنا حرام ہے۔ حضرتؒ ایک مرتبہ اُس علاقہ میں تشریف لے گئے تو مصنّف نے حاضر ہو کر عبارت کے مشکوک پہلوؤں کی وضاحت کر دی اَور آپ نے فتویٰ کو خطا سے تعبیر کر کے اِنہیں ترکِ موالات کی مُصیبت سے نجات دِلوائی۔ کچھ عرصہ بعد اُن کا عریضہ آیا کہ مفتی صاحب کا تشدّد اَور بڑھ گیا ہے اَور اُنہوں نے حضرتؒ کو بھی اپنے فتویٰ کی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ چُنانچہ جواباً یہ اشعار تحریر فرمائے اَور لکھ بھیجا کہ اپنے بزرگانِ اہلبیتؑ کی سُنّت میں صبر سے کام لیں:-

٦۔ گو نامہ سیاہ کردم از بسکہ گنہ گارم — امّا نظرے بستہ بر رحمتِ غفّارم

اجباب بہ تکفیرم گر قلم و زباں راندند — حاشا کہ بحقّ شاں جُز عفو روا دارم

در کُوئے خُدا بیناں زاں روز کہ شد گُذرم — از مذہبِ خُود بینی بیزارم و بیزارم

رم کردہ زغیرِ اُو دارم دلکے شیدا — بے ہوشم و باہوشم، بے کارم و باکارم

تا ساقیِ مستانم مے ریختہ در کامم — عُریان و خراباتم، رقصانم و سرشارم

اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ نا نیست زمن باقی — از قُربِ مع اللّٰہی برتر شُدہ زاں کارم

از سلسلہ فقرم اے دوست چہ مے پُرسی
دِلدادہ بمہرِ آلِ شہ حیدرِؓ کرّارم

اِسی طرح حکیم قُدرت اللہ ساکن ابوہر ضلع فیروزپُور کو جو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحِب تونسوی رحمۃُ اللہ علیہ کے مُرید تھے یہ مُناجات فی البدیہہ لکھوا دی تھی :-

فارسی مُناجات

۷۔ گرچہ غرقِ بحرِ عصیانیم ما — آیتِ لَاتَقْنَطُوْا خوانیم ما

کُن بشایانِ درت ما را قبُول — حضرتت را گر نشایانیم ما

بر زمینِ عجز بہرِ وصلتت — عُمرہا شُد جبہہ سایانیم ما

گر نہ باشد لامِ لُطفت دستگیر — در خجالت تا اَبد مانیم ما

عقلِ کُل عاجز بماندہ در صفات — کُنہِ ذاتت را کجُا دانیم ما

مورِ لنگیم ضعیف و مُضطرب — چُوں نظر اُفتد سُلیمانیم ما

خواجہ مارحم بر جمع ضعیف — بر درت اللہ گویانیم ما

گر نباشی رہنما در وصلِ خویش — ہمچناں اعمٰی و کورانیم ما

مے کُنم دریوزہ وصلِ تُرا — شیئًا لِلّٰہ از گدایانیم ما

مے کُند مہرِ علی از سوزِ دِل

نالہ ہا کہ وصل جویانیم ما

فارسی نظم و نعت

۸۔ صبا زِ طرّۂ شبرنگِ مہوشِ طنّاز
کشود نافۂ مُشکیں بروئے اہلِ نیاز

کِیَم گدائے درِ مفلسی و کوتاہ دست
کُجا ایں غالیہ عطری و قصّہ ہائے دراز

توئی کہ ذرّہ صفت را با آسماں بُردی
چگونہ شُکر تو گوید کمینہ بندہ نواز

غرض ادائے نیاز است و رنہ حاجت نیست
کمالِ حشمتِ محمود را بعجزِ ایاز

رہینِ ساقیِ چشمم کہ جرعہ بچشاند
زِ جامِ چہرۂ ترکانِ مہوشانِ حجاز

بہ بزمِ بادہ فروشاں بہ نیم جو نہ خرند
متاعِ زاہدِ طمّاع چہ حج و صوم و نماز

مرا زِ پیرِ مُغاں راز ہائے سربستہ است
فغاں زِ واعظِ خود بیں کُجاست محرمِ راز؟

اگرچہ حُسنِ تو از مہرِ غیر مُستغنی است
من آں نیم کہ زِ ایمانِ خویش آیم باز

ایک مرتبہ حضرتؒ، موضع قاضی غالب ضلع فیصل آباد جا رہے تھے جہاں پنجاب کے مشہور صُوفی شاعر حضرت علی حیدرؒ کا مزار کنارِ راوی واقع ہے۔ وہاں دریائے راوی پر فی البدیہہ چند اشعار ارشاد فرمائے :۔

۹۔ راوی از ہجراں شکایت می کُند
از وصالش ھم روایت می کُند

گشتہ ام مہجور تر از اصلِ خویش
تیز تر پویم برائے وصلِ خویش

آمدم از بحر و مے پویم بہ اُو
روزگارِ وصل مے جویم بہ اُو

راوی و مروی و مروی عنہ ہم
گشت چُوں ہجران و وصل اینجا بہم

و ہم ظِلّ علم او ظلّ وجود
داند او کو، راست دا چشمِ شہود

۱۰۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الدّین صاحب تونسوی رحمۃُ اللہ علیہ نے حضرتؒ کے صاحبزادہ جناب بابُوجی صاحب قدس سرّہٗ کو خط میں یہ اشعار لکھ بھیجے :۔

اَے وعدہ فراموش کرُوں کیوں نہ شکایت　　تُونے تو یہ وعدہ کِیا تھا دمِ رُخصت
بھُولوں گا کبھی تجھ کو نہیں تا بہ قیامت　　گر یاد تمہیں ہم تھے تو کیوں از رہِ اُلفت

خطّے نہ نوشتی و مرا یاد نہ کردی
گاہے بہ زبانِ قلم شاد نہ کردی

جناب بابُوجی صاحبؒ نے یہ خط قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جواب کے لِیے یہ اشعار لِکھوا دیئے :۔

ہُوں وعدہ کا پکّا نہ کرو میری شکایت　　میں نے تو یہ وعدہ کِیا تھا دمِ رُخصت
بھُولوں گا کبھی تم کو نہیں تا بہ قیامت　　ہے یاد مجھے آپ کی ہر لحظہ بہ اُلفت
ہے یاد صِفت دِل کی نہ کاغذ نہ قلم کی　　جب یاد ہو دِل میں نہیں حاجت ہے رقم کی

آپ قاضی سربلند خان پشاوری سے خُوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اُنہوں نے لِکھّا کہ آپ کو ہمارا کچھُ خیال نہیں۔ مدّت ہُوئی یاد نہیں فرمایا۔ جواب میں صِرف ایک شعر تحریر فرمایا:۔

خاکساروں سے خاکساری ہے　　سربلندوں سے اِنکسار نہیں

قاضی صاحب نے جواب دِیا:۔

حلقہ بگوشوں میں سربلند ہے آج　　حضرتِ مِہر شاہ کو خیال نہیں

اِس کے جواب میں فرماتے ہیں :۔

شاعری میں بھی سربلندی ہے　　قافیہ بھی یہاں بکار نہیں
مِہر اَور پھر بے مِہر کیا معنی؟　　جمع اضداد ناگوار نہیں؟

۱۱- مثنوی بُوڑا

ایک اَور نظم جو "مثنوی بُوڑا" کے نام سے مشہور ہو گئی ہے۔ ایک سفر کے دَوران ایک یک چشم کوچوان کے رویّہ سے متاثّر ہو کر موزُون فرمائی تھی۔ جس کا گھوڑا بھی اَپنے مالک کی طرح ایک آنکھ سے محرُوم تھا۔ اَور دونوں کی رفاقت کا نتیجہ یہ تھا کہ تانگہ ایک ہی سمت کو غلط چل رہا تھا۔ آپؒ فی البدیہہ یہ اشعار موزُوں فرماتے گئے اَور مُفتی غلام مُرتضٰی صاحب صدر انجمن نعمانیہ لاہور اَور ملک سُلطان محمُود ٹوانہ جو ساتھ سوار تھے قلمبند کرتے گئے۔ یہ اشعار بے عمل مولویوں، بے عمل صُوفیوں اَور متعصّب وہابیوں اَور نیچریوں پر ایک لطیف طنز کا حُکم رکھتے ہیں۔

واحد العین است یک سُو بنگرد ۔۔۔ از ہمہ رُفقا علیحدہ مے رود

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا۔ اَلْاَمَان ۔۔۔ اِنْ نَّسِیْنَا تو زِ دستش وارہاں

یَا مَلَاذَ الْکُلِّ یَا کَھْفَ الْوَرٰی ۔۔۔ اوست اَعْوَرْ نَجِّنَا یَا رَبَّنَا

گو ئمش ہر چند لیکن نشنود ۔۔۔ ہر کسے بر خِلقتِ خُود مے تند

خِلقتش یک چشمی است واحولی ۔۔۔ رَبِّ فَاسْلُکْہُ صِرَاطاً مُسْتَوِیْ

اِس دَوران میں مُفتی غُلام مُرتضٰی صاحب اپنے گاؤں کے چوراہے پر رُخصت کے طلب گار ہُوئے۔ فرمایا:-

مُخلصی فی اللہ، غُلامِ مُرتضٰی ۔۔۔ از شرارتِ کور باطن قد نجیٰ

آںرے آناں کہ غُلامِ حیدرؓ اند ۔۔۔ از دِل و جاں شاں رہینِ صفدر اند

گوئے سبقت مے برند از ہر کسے　　دارند از مولا علیؓ نصرت بسے

کیست مولائے علیؓ مولائے کُل　　هکذا قد قالهٗ خیرُ الرُّسُلؐ

از نفوس ماست اولیٰ تر نبیؐ　　پس علیؓ را ایں چنیں داں یا اخی

گشت اوّل از ہمہ نورِ نبیؐ　　بُود اقرب تر بہ او نورِ علیؓ

یہاں خیال آیا کہ میں نے (اُس ہندو) کو چوان کو کور باطن کا سخت لفظ کہہ دیا ہے فرماتے ہیں :-

کور باطن گفتمت اے بُوڑیا　　بالمقابل مے دہم حالاً دُعا

حق تعالیٰ نورِ ایمانت دہاد　　جان و جسمت دائماً در فرح باد

پھر مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کی جُدائی کا خیال عود کر آتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

جامعِ علم و حیا۔ آں باوفا　　مُخلصی فی اللہ غُلامِ مرتضیٰ

صَانَهُ الرَّحمٰنُ مِنْ نَّارِ السَّقَرْ　　وقتِ ماخوش کرد اندر ایں سفر

دِل نمے خواہد شود از ما جُدا　　یَا علیؓ اَمْسِكْ غُلَامَكَ عِنْدَنَا

جذبۂ عشقست ساری در جہاں
اصلِ کُل جذبات فَاَحْبَبْتُ بداں

(کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ کے اِرشادِ باری کی طرف اِشارہ ہے)

ہست بے صُورت جنابِ قلبِ من حُب　　قَدْ تَجَلّٰی فِی غَیَابَاتِ الْجُبّ

داں جنُودِ مجنّدہ ارواح را　　ما ائتلف ثمّہ کشد اشباح را

اُردُو غزل

ایک مرتبہ پاک پتن شریف سے واپسی پر جب حضرت علی حیدر صاحبؒ کے وطن میں اقامت فرما تھے تو قبلہ بابُوجیؒ کے تقاضا پر ایک نظم فی البدیہہ قلم بند کرائی۔ جس کے ہر شعر کے پہلے حرف کو لے کر دیوان سید محمد صاحب کا نام نکل آتا ہے جو اُس وقت پاکپتن شریف کے سجّادہ نشین تھے۔ پُوری نظم مُلاحظہ ہو:۔

۱۲۔ دِلا کس کی لگن میں پھرتا ہے وحشی تو بن بن میں
پٹن میں منٹگمری میں علی حیدر کے موطن میں
یہاں لاکر کِیا قائل فسُونِ سحر کا اپنے
کمندِ زُلف میں تیرِ مژہ میں چشمِ پُرفن میں
وہاں سوئے پڑے تھے خُوش عدم کی نیند میں بیخود
جگا کر جلوہ دِکھلایا ہمیں مظہر دیوانن میں
ارے ساقی ترے ممنُون ہیں سب رِند و مستانے
پلا دے جام بھر کر جس سے سب غم جائیں آنن میں
نگارے والضُّحےٰ رُوتے و واللّیل سجے مُوئے
ابھی گُذرے ہیں اِس راہ سے بھری خُوشبُو مشامن میں
سُنا کر میٹھی باتوں کو دِکھا حسنیٰ صفاتوں کو
دِلوں کے قافلے لُوٹے ہیں خُود بیٹھے مکانن میں

یہ کیسا ہے گداز و سوز کیسی ہے یہ بے خوابی
جگر میں آنکھ میں دِل میں سراپا جسم میں تن میں

دِلِ حیراں کی تسکیں کو خیال اُن کا غنیمت ہے
مجھے ڈر ہے نہ جائے اُن کی طرح لامکاں میں

مدینے میں بُلا بھیجو قریبِ وادیِ حمرا
تڑپ کر ڈال لُوں میں ہاتھ پھر سیمین ساقن میں
(سفرِ حج میں وادیِ حمرا کے اندر ظاہری زیارت کی طرف اِشارہ ہے)

حریفِ ساغر و مے ہُوں غریقِ بحرِ عصیاں ہُوں
سہارا ہے فَتَرْضٰی کا مجھے محشر مکاں میں

مجھے کیا غم ہے محشر کا مِراحامی ہے جب وُہ شاہ
کہا لَوْلَاکَ وَطٰہٰ و مُزَّمِّل جِس کی شان میں

دِلا مت رو غُلام ہو کر تُو محی الدّین جیلی کا
مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ بس ہے سہارا ہر دو کون میں

جب ۱۳۱۸ھ ہجری مُطابق ۱۹۰۰ء میں حضرتؒ لاہور میں قادیانی معرکہ سے مظفر و منصور ہو کر واپس آئے تو جناب حضرتِ ثانی صاحب سیالویؒ کا مُبارک نامہ پہنچا۔ اُس کے جواب میں یہ لکھ کر کہ سب مُبارک عالم گیر خِطّہ خاک پاک سیال شریف ہی کو شایاں ہے ؎

از رہگذرے خاکِ سرِ کُوئے شما بُود

ہر نافہ کہ دردستِ نسیمِ سحر اُفتاد

اپنے شیخ کریم حضرت خواجہ شمس الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان اور فیضان میں بے ساختہ یہ بیس اشعار وحدتِ وجُود کے رنگ میں قلم بند فرمائے ہیں اور اُن میں ظاہر کیا ہے کہ مجھ سے جو کچھ ہو سکا ہے وُہ اسی شمسِ نورانی کے نورِ مُطلق کی بدولت ہوا ہے جو میرے اندر کار فرما تھا۔ حضرتؒ نے "سیفِ چشتیائی" میں بھی ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اِس وقت میں محسُوس کر رہا ہُوں کہ گویا میرے شیخ میرے پاس موجُود ہیں اور اپنی توجہ سے مدّعیِ قادیان کے جواب میں یہ دلائل میرے قلب میں القاء فرما رہے ہیں۔ اس خط کے آخر میں فرمایا ہے۔ "یہ چند اشعار مذکُورۃ الصّدر جو لسانُ الوقت نے بغیر اِمدادِ عرُوض و قوافی ہدیۂ درِ دولت کیے ہیں۔ اُمّید ہے کہ بہ لحاظِ جنُون و بے ساختہ پن محلِّ اعتراضِ بُلغا نہ ہوں گے۔"

فارسی نظم در مدح حضرت شمسُ الدّین سیالویؒ

۱۳۔ شمسِ نُورانی کہ نورِ مُطلق است — در ہمہ آفاق نُورش مطبق است

گشت خُورشیدے نہاں در ذرّہٗ — شیرِ نر در پوستینِ برّہٗ

از پئے رُوپوش عامہ درمیاں — مِہر شاہ شُد مُشتہر بر ہر لسان

چُونکہ نُور افشاند بر لاہوریاں — ظِلِّ محرُوطی خفت فی القادیاں

شب ز روز و روز از شب شد عیاں — فَمَحَوْنَا آیَتَ اللَّیْلِ بیاں

ویں عجب کاں شمس از نورِ قدم — ناتواں را بود خود صاحب عَلَم

اَنْتَ تَهْدِیْ اَنْتَ تُضِلُّ مَنْ تَشَا — اَنْتَ تُعِزُّ اَنْتَ تُذِلُّ ہر کرا

طُرفَةَ العَیْنِی نہ از ما جدا — بس عجب از دردِ ہجراں نالہ ہا

چشمِ عاشق بہرِ جُستجوئے جاں — شد بخاکِ کوئے تو غوطہ زناں

گر نہ دادے نامِ پاکت دست را — کس نہ دیدے در جہاں ایں مست را

از مسمّٰی اسم چوں راند نفس — عالمے را گوش بر بانگِ جرس

نام دادی از کرم دیوانہ را — نسخۂ فیہِ الشِّفا مستانہ را

نامِ پاکت ساختہ وردِ زباں — مہرِ تو را در دلش کردہ نہاں

خاصہ مستانے کہ مست اندر الست — مونسِ جانہائے شاں بد سوزِ تفت

آں مقیمانِ سرِ کوئے کسے — واں اسیرانِ خمِ موئے کسے

راکعیں بر یادِ ابروئے کسے — ساجدیں سرشارِ مہ روئے کسے

ہر دو عالم در ہوائش باختہ — پائے از دیدہ براہش ساختہ

سیّما آں سروِ بستانِ خدا — شاہبازِ قدس آں شمس العلےٰ

طلعتِ رو از تجلّی فی الخیال — مدرکہ با ناطقہ گردند لال

بس کن اے دل قصّہ بے انفصام

السّلام اے بدرِ شمسم والسّلام

پنجابی اشعار و ہندی کبت

ایک عاشق اپنے خط میں حضرتؒ کی آنکھ کو نرگسِ بیمار اور زُلف کو زنجیر کی تار سے تشبیہ دیتا ہے۔ جواب میں لکھتے ہیں:-

۱۴۔ حیران ہوئے پریشان ہوں اس نرگس بیمار نوں ویکھ کے جی
بن پیتے شراب خراب پھرن اِس مست سرشار نوں ویکھ کے جی
بن قید زنجیر ہن پھنس گئے اِس زُلف دی تار نوں ویکھ کے جی
شالا نرگس مست نوں مِہر پوے کرے مہر بیمار نوں ویکھ کے جی

حضرت مولائے کائنات علی کرّم اللہ وجہہ کی شان میں یہ ہندی کبت بھی حضرتؒ کے کلام میں ملتا ہے جو ایک ہندوستانی بھاٹ کے حاضر ہونے پر آپ نے اپنے قوّال سائیں بخت جمال کو فی البدیہہ لکھوا دیا تھا:-

کب کر سکے مدح تمام۔ اِمامِ ہمام ہنام۔ بھلا جگ سارا
جِس فاتحِ خیبر۔ ماہِ منوّر۔ شاہِ غضنفر دِیں کو سنوارا
وُہ نبیؐ کے وصی۔ اللہ کے ولی دو جگ میں بلی بہ خفی وجلی
وُہ جب کہ پڑیں للکار۔ مریں کفّار۔ ہوویں ناچار۔ ٹوٹے ہنکار سبھی کا
حیدرؓ کے زور پہاڑ گریں کفّار مریں درِ خیبر کو اُکھاڑا

قصیدہ فارضیہ کا پنجابی ترجمہ

قصیدہ فارضیہ کے بعض اشعار کا ترجمہ پُرسوز پنجابی میں یوں فرمایا۔

سَائِقَ الْاَظْعَانِ یَطْوِی الْبِیْدَ طَے
مُنْعِمًا عَرِّجْ عَلٰی کُثْبَانِ طَے

۱۵۔ ساربانان رہبرانان راہیا! | شالا جیویں خیر تھیوی ماہیا!
آکھیں جا اُنہاں پیاریاں دلجانیاں | گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں
لا پریتاں دے دلاسے اوہ گئے | اوہ اُہ دِل دے پیارے اوہ گئے
سارا عالم صدقے آکھاں بول توں | واراں سر میں اُس انوکھڑے ڈھول توں
بن تساڈے ہک گھڑی سو سال دی | بہہ ٹھکانے پئی تساڈے بھال دی
اِک وچھوڑا دُوجھے طعنے جگ دے | پیراں تھیں سر تک المبے اگ دے
بالدی ڈیوے پئی خانقاہاں تے | آوندا ویکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی | مرحبا یا مرحبا پئی بول دی
پہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوک تے | خیر ہووی انہاں نوں ذرا روک تے
جا سُنیہڑا دیویں اُنہاں جانیاں | گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں

لَسْتُ اَنْسٰی بِالثَّنَا یَا قَوْلَهَا
کُلُّ مَنْ فِی الْحَیِّ اَسْرٰی فِی یَدَیَّ

بھلدے نہیں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے | بول سانول یار روہی رولدے
رات ساری گذری تارے گندیاں | یاد کر کر قول میڑاں منڈیاں

پنجابی نظم

ایک اَور جگہ حضرت جامیؒ کی "یوسف زلیخا" کی طرز میں فرماتے ہیں:۔

۱۶۔ نسیما قاصدانہ ویس لائیں | لوجہِ اللہ ماہی دے دیس جائیں
اَدب سیتی دیویں بوسہ زمیں نُوں | تے آکھیں اِس طرح اُس نازنیں نُوں
مُدت ہوئی نہ مِلیا یار پیارا | کدیں منزل کرے سوہنا اُتارا
بہانواں کول آکھاں بول وڈے ڈھول | ترے بولن اُتوں عالم کراں گھول
کے ہوسی چا نوازیں گولڑی نُوں | زیادہ نہ کریں گل تھولڑی نُوں
وچھوڑاناں کِسے دے پیش آوے | کِسے دا یار ناں پردیس جاوے
کدیں پردیسیاں نُوں یاد کرناں | غریبُ الوطن دا دِل شاد کرناں
کوئی ہووے سَیو کشتی مہاناں | اساں سَر پر سجن دے دیس جاناں
ہوواں مَیں سگ مدینے دی گلی دا | ایہو رُتبہ ہے ہر کامل ولی دا
دِلا سمجھا تُوں اکھیاں روندیاں نُوں | جگر دا خُون بھر بھر کھوندیاں نُوں

رہی سمجھا تے آون باز ناہیں
رووِن دھووِن تے دَسّن راز ناہیں

ہندی خیال

(جو اکثر قوال بطرزِ بھوپالی گاتے ہیں)

۱۷۔ جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری رین پیا

دُکھ آئے سُکھ بھاگ گئے — سب عیش مٹا سارا چین پیا
تن من دھن سب تجھ پر واروں — وار دیوں کو نین پیا
جیا تڑپت ہے درشن دیجو — صدقہ حسنؓ حسینؓ پیا
وَصَلِّ علیٰ کیا شان ہے — لَا مِثْلَكَ فِی الدَّارَیْن پیا
مہرِ علیؓ ہے حُبِّ نبیؐ اور حُبِّ نبیؐ ہے مہرِ علیؓ — لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پیا

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری رین پیا
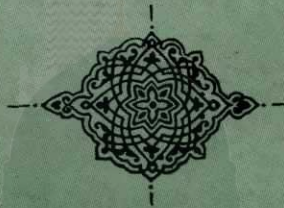
مُناجات

(جو بطرزِ اساوری گائی جاتی ہے)

۱۸۔ اَجے بھی اَوہ پیّاں دِسدیاں سانُوں ماہی والیاں ٹاہلیاں
نال خُوشیاں دے رَل مِل جِتھّے راتاں کالیاں جالیاں
اُرے ہِتیں اوہ ہے اُریرے ہے پریرے پرے ہِتیں!
بے شک آپے آپ ہے اساں سبھّے جھوکاں بھالیاں
رات وِچ دینہوں ویکھ سمجھے کُلُّ شَیءٍ ھَالِکٌ
کُجھ نہ وِچ سب کُجھ ہے ڈِھڑاا یہہ بیرنگی چالیاں
جے آکھاں توُں دِسدا ناہیں تیرے بن پھر کون ہے؟
رُوپ کِس دا ہیں دساں دینویں جو توُں ہی وکھالیاں
ہے جو تنزیہہ عین تشبیہ جمع حق مشہُود ہے
کرم کِیتا غوثِ اعظم رضہ اپنے سر دیاں والیاں
پا کے گل ول پیچیاں زُلفاں دے ہیں روندی وتاں
ساوی پِیلی ہو رہیاں گیاں سُرخیاں تے لالیاں
رہندیاں پَل پَل سِکاں دَم دم اُڈیکاں تیریاں
کنڈ ولا کے ٹُر گیوں سجناں پریتاں نہ پالیاں
جھات پا کے ول گیوں ساری رَین گُذری روندیاں
نیَن برسن زار رِم جِھم جیویں بدلیاں کالیاں

فِی الْمَنَامِ قَدْ تَفَضَّلْتَ عَلَیَّ مُنْیَتِی[1]

اَرِنِیْ فَضْلاً جَمَالَکَ فَارِحْنِیْ فِی الْعَیَانْ

دِل دا وِہڑا خانہ اکھیاں دا دوہاں نُوں اِنتظار

قدم پاویں جیوندیاں جیوندیاں تدہوون خُوشحالیاں

ویکھ لو رَج رَج کے اکھیو کجھ وِساہ نہیں دم دا

پھر بھی ہیّاں ویکھیسن کوئی خُوش نصیباں والیاں

مِہر ہے ساری علیؓ دی شک نہ رہیا اِک ذرہ

تاہیں اوہ پیاں دِسدیاں سانوُں ماہی والیاں ٹاہلیاں

---

[1] خواب میں تو میری مُراد مجھے عطا فرمائی بیداری میں بھی اپنا جمال دِکھا کر راحت بخش۔

پنجابی نعت

۱۹۔

دِل لگڑا بے پرواہاں نال
جِتھّے دم مارن دی نہیں مجال
صلّی علیہٖ ذُوالجلال

روندیاں نیناں نوں سمجھا رہی
لِکھیا پڑھیا سب بُھلا رہی
ہِک نام سجن دا گا رہی
رگ رگ تے لُوں لُوں ساہاں نال
دِل لگڑا بے پرواہاں نال....

جس دی سِک مینوں اوہ تاں آیا نہیں
ہِک جھٹ گھڑی سُکھ پایا نہیں
پل پل گھڑی دِسے سو سو سال
صَلّی علیہٖ ذُوالجلال
دِل لگڑا بے پرواہاں نال....

سوہنا میں توں کیوں چِت چا گیا
لگیاں پریتاں بُھلا گیا
قِسمت سڑی دا واہ پیا
تتّی ریت عرب دیاں راہاں نال
دِل لگڑا بے پرواہاں نال.....

جِندی جِند تلی تے دھر رہی
گل پلڑا مِنتاں کر رہی
لکھ واری توبہ پڑھ رہی
رُٹھڑا مناون دا خیال
دِل لگڑا بے پرواہاں نال.....

کراں یاد مَیں سوہنی جھات نوں
اُس سفر عرب والی رات نوں
اُس حمرا وادی دی گھات نوں
یَا لَیتَنِیْ یَوْمُ الْوِصَال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

سارا دِن گزاراں بھوندیاں　　گھت پلڑا مُکھ تے روندیاں
ہنجواں نال مُکھڑا دھوندیاں　　ساری رین سُولاں تے آہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

کیتی بُھج کے وانگ کباب ہوئے　　پیتے باہجھ شراب خراب ہوئے
سرشار اتے بے تاب ہوئے　　اُنھاں خُونیاں مست نِگاہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

کیتی وِچ غماں غلطان ہوئے　　اندر یاد سجن مستان ہوئے
حیران بہوں پریشان ہوئے　　اُنھاں پیچیاں زُلف سیاہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

آدمؑ تھیں تا عیسےٰؑ مسیح　　نفسی بُلیسن سب نبیؑ
اُتھے بولسی ہک اُمّتی　　احمد نبی صاحب کمال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

رَبِّیُ اِلٰھِیُ صَمَدِیُ　　صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی النَّبِیُ
فَاطِمَۃَ الزَّھُرَا وَ عَلِیُ رضؓ　　حسنین رضؓ جگ دی پناہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

مہر علی توں کون بچارا　　نیٹ لاشے تے اوگن ہارا
سر تے چا کے عیباں دا بھارا　　لاویں پریت توں شاہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال .....

لا کے پریتاں کدیں نہ نسیئے　　　بھیت دِلاں دا مُول نہ دسیئے

اندر رویئے تے باہر ہسیئے　　　مِلیئے سداں پے چاہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال.....

مہرؔ علی کیوں پھریں اُداسی　　　اَج کل سوہنا آ گل لاسی

ہوسن خوشیاں تے غم جاسی　　　مِلساں لمیاں کر کر باہاں نال

دِل لگڑا بے پرواہاں نال

جِتھّے دم مارن دی نہیں مجال

صلّی علیہ ذُوالجلال

اِستغاثہ بہ بارگاہِ عالی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رورو لِکھیئے چِٹھّیئے درداں بھریئے پتہ پُچّھیں بغداد دے واسیاں دا

دیہویں جا سُنیہڑا دُکھّاں بھریا اِنہاں اکھّیاں درس پیاسیاں دا

آہیں سُولاں بھریاں سِینے سڑے وِچّوں نکلن حال ایہہ سدا اُداسیاں دا

تیرے مُڈھ قدیم دے بردیاں نُوں لوک دس دے خوف چپڑاسیاں دا

دستگیرؒ کر مہر توں مہرعلی تے کون باجھ تیرے اللہ راسیاں دا

۲۰۔ حضرتؒ کی مشہور نعت

(جو اکثر بھیم پلاسی یا اساوری میں گائی جاتی ہے)

اَج سِک مِتّراں دی ودھیری اے	کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے؟
لُوں لُوں وِچ شوق چنگیری اے	اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
اَلطَّیفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ	وَالشَّذْوُبَدیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ[1]
فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ	نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے	متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے	مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
دو ابرو قوس مثال دِسَن	جیں توں نوکِ مژہ دے تیر چھٹن
لباں سُرخ آکھاں کہ لعلِ یمن	چِٹّے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اِس صُورت نوُں میں جان آکھاں	جانان کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں	جِس شان تھیں شاناں سب بنیاں
ایہہ صُورت ہے بے صُورت تھیں	بے صُورت ظاہر صُورت تھیں
بے رنگ دِسے اِس مُورت تھیں	وِچ وحدت پُھٹیاں جد گھڑیاں
دِسّے صُورت راہ بے صُورت دا	توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا	کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں
ایہا صُورت شالا پیشِ نظر	رہے وقتِ نزع تے روزِ حشر

---

[1] خواب میں اُس کی شکل نظر آئی اور زُلفوں سے خوشبو مہکی جس کے مُشاہدے سے میں مدہوش ہو گیا۔

وِچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گُذر — سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں
یُعْطِیْكَ رَبُّكَ داس تُساں — فَتَرْضٰی تھیں پُوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں — وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں
لاہو مکھ توں مخطط بُردِ یمن! — من بھانوری جھلک دِکھاؤ سجن
اوہا مِٹھیاں گالیں الاؤ مِٹھن — جو حمرا وادی سن کریاں
حُجرے توں مسجد آؤ ڈھولن — نُوری جھات دے کارن سارے سِکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن — سب اِنس و ملک حُوراں پریاں
اِنہاں سِکدیاں تے کُرلاندیاں تے — لکھ واری صدقے جاندیاں تے
اِنہاں بردیاں مُفت وِکاندیاں تے — شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں
سُبْحَانَ اللہ مَا اَجْمَلَكَ — مَا اَحْسَنَكَ مَا اَکْمَلَكَ

کِتھے مہر علی کِتھے تیری ثنا
گُستاخ اکھیں کِتھے جا اڑیاں

۲۱-

پنجابی مرثیہ

قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کے کلام میں غمِ حسینؓ پر یہ ایک مرثیہ "پنجابی مہندی" کی صنف میں یادگار ہے

لایا مہندی خُون اجل دی اے

ایہہ مہندی روزازل دی اے

ایہہ مہندی فاطمۃؓ سَین دی اے — خُون پاک شہید حُسینؓ دی اے

ایہہ ہوراں نال نہ رَلدی اے — لایا مہندی خُون اجل دی اے

نبیؐ ۔ علیؓ دا دُرِ یگانہ — فاطمہؓ مائی دا مال خزانہ

نانا پاکؐ دا پہن کے بانا — طرف مقتل دے بھِتیا روانہ

جُنبش ہوئی زمین اسماناں — نالے عرش عظیم پئی ہلدی اے

لایا مہندی خُون اجل دی اے

آکھے نبیؐ ۔ علیؓ تے فاطمہ زہرارضؓ — فرزند حُسینؓ تو وَیہلا آ

سانوں سِک تیری پل پل دی اے — لایا مہندی خُون اجل دی اے

شاہ تیری مہندی دا پتّر ساوا — کُوفیاں رَل مِل کیتا دھاوا

اینویں لکھی ہوئی روزازل دی اے — لایا مہندی خُون اجل دی اے

شاہ تینڈی مہندی دا پتّر پیلا — سونپیوئی رب نوں خویش قبیلہ

تینوں پئی مُصیبت کربل دی اے — لایا مہندی خُون اجل دی اے

شاہ تینڈی مہندی دا رنگ دُلارا — روندا تینوں عالم سارا

ساری خلقت تلیاں مَل دی اے — لایا مہندی خُون اجل دی اے

شاہ تینڈی مہندی دا رنگ ہے سُوہا
اُمّت نُوں ہے تیرا بُوہا
ساری اُمّت جَلدی بَلدی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے

ایہہ مہندی سوہنے باگ دی اے
وَیُطَہِّرُکُمْ والی لاگ دی اے
تاہیں ہوراں نال نہ رَلدی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے

اُدھر پاک معصُوم پیاسے ترسن
جنہاں تے مینہ تیراں دے برسن
اِدھر تیغ حُسینؓ تے چلدی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے

رب نُوں آہا ایہو بھانڑاں
رُتبہ شہیدی تینُوں دِوانڑاں
نہیں تاں تھوڑ اُتھے کیہڑی گل دی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے

سُبحان اللہ تیرے رنگ اِلٰہی
اوہ سوہنی صُورت فاطمہؓ جائی
اَج خاک وِچ پئی رَلدی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے

مِہر علی شاہؒ ایہہ جھوک فنا دی
دائم قائم ذات خُدا دی
تیری وسدی وی پل جھل دی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے

"کلامِ منظوم" کا مجموعہ اُس طویل مثنوی پر ختم کیا جاتا ہے جو حضرتؒ نے ۱۳۲۶ھ ہجری مُطابق ۱۹۰۸ء میں مولوی محرّم علی چشتی مرحوم کے مقالہ "گومگو"[1] سے متاثّر ہوکر نظم فرمائی تھی اَور جوابِ مثنوی گومگو کے نام سے مشہُور ہوگئی ہے۔ اِس مثنوی میں آپ نے فنا و بقا کی حقیقت اَور وحدت الوجُود کا مسلک بیان فرمایا ہے۔ اِس میں بعض اشعار بوجہ مُناسبت مثنوی مولانا رُومؒ سے بھی مندرج ہیں۔ اِن اشعار کو "______" میں درج کیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ بعض متفرّق اشعار بھی مِلتے ہیں جن میں سے کچھ "مکتُوباتِ طیّبات"، "ملفُوظاتِ طیّبہ" اَور "پنج گنجِ عرفان" میں درج ہیں۔ ایک شعر جو قبلۂ عالمؒ نے اپنی ذات کے متعلّق بطورِ تحدیثِ نعمت ایک موقعہ پر کہا تھا اَور جس کے آپؒ فی الواقعہ صحیح مصداق تھے یہ ہے :-

از لُطفِ خلّاقِ زماں داریم مُمتاز از جہاں
وضعِ دِگر طرزے دِگر۔ ذوقے دِگر شوقے دِگر

---

[1] چشتی صاحب نے اِسلامی تعلیم وتہذیب کی اہمیّت پر یہ مقالہ ایک مجلس مذاکرہ میں پیش کیا تھا جو نہایت مقبول ہُوا۔

۲۲- مثنوی المعروف گومگو

مرحبا اے بلبلِ بستانِ چشت | باز گو از گومگو آں سرنوشت
ہر دم از اسلام و اہلش ایں صدا است | ایں بیانِ نیک چشتی را سزا است
فیضیاب از بارگاہِ احمدی | جرعۂ بر دہریہ ہم فلسفی
کے مقابل با تو تاند ہمسری | متمم از شیخ عبدالقادری رضؓ
نورِ چشمِ مصطفےٰ و مرتضےٰ رضؓ | سیّدِ حسنی حسینی مہ لقا
نورِ دیدہ تاجدارِ اِنّما | مژدہ از لَا تَخَفْ دادہ بما
آں سگے کو شد مقیمِ کوئے او | شیر نارد تابِ دیدن سوئے او
حُبّ دِل داری بخواجہ خواجگاں[1] | مَاتَ فِیْ حُبِّ الْاِلٰہ او راست شاں
پنجتن[2] را بندہ ای از جان و دل | دہریہ ہم فلسفی پیشت خجل
جرعۂ از فیض مستانِ[3] الست | ریز بر دوں ہمتاں سکانِ پست
قُلْ لَّهُمْ قَوْلًا بَلِيْغًا لَيِّنًا | وَلَهُمْ بَيِّنْ بَيَانًا هَيِّنًا
پس بیفشاں نور بر ظلمانیاں | از غشاوۂ جہل ایشاں را رہاں
کارِ شیراں ہمّت و سرگرمی است | کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است
جودِ حق کردہ ترا مختص بہ دیں | ذَالِكَ فَضْلٌ مِّنَ اللهِ الْعٰلَمِيْن
جَدِّ لَهُمْ بِالنُّصْحِ وَالْحُسْنِ الْمَقَال | وَارَهَاهُمْ عَنْ عَقِيْدَاتِ الضَّلَال

---

[1] حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحؒ [2] پنجتنِ چشتیہ (۱) حضرت خواجہ غریب نوازؒ اجمیری معین الدین (۲) حضرات قطب الدین۔ (۳) فرید الدین (۴) نظام الدین (۵) نصیر الدین رحمہم اللہ تعالیٰ [3] اشارہ بحضرت خواجہ مستان شاہ کابلی پیر و مرشد چشتی صاحب

زاں شُدی موسُوم بامحرم علیؒ
محرمی زاں عالمِ سِرّ و خفی

چوُں محُرّم باعلیؒ ہم خواندہ اند
از برایت حالِ نیکو راندہ اند

یعنی ہتکِ عزّتت کردہ حرام
آں علیؒ غالب ذوالاحترام

از حریمِ جمع در بیدائے فرق
ماندہ ای مہجُور در ظلمائے فرق

زاں حدیثِ راہِ پُر خُوں مے کُنی
قصّہ ہائے عشق مجنُوں مے کُنی

رُوح مستاں شاہؒ ست نائی و نیت
مے دہی بیرُوں دمیدہ نائیت

گفتۂ تو گفتۂ آں رُوحت است
گو بظاہر انتسابش سُویت است

بالبِ دمسازِ خُود پیوستہ ای
از تکلّف ہائے کلّی رستہ ای

بُلبلِ بُستانِ چشتی خوش بگو
ہاں وہاں بر گو مگو اصلاً بگو

"جُودؒ محتاج است خواہد طالبے
ہم چُناں کہ توبہ خواہد تائبے"

"جود مے جوید گدایان وضعاف
ہم چُوں خُوباں کائینہ جویند صاف"

"رُوئے خُوباں زآئینہ زیبا شود
رُوئے اِحساں از گدا پیدا شود"

"پس ازیں فرمُود حق در والضُّحیٰ
بانگ کم زن۔ اَے محمدؐ بر گدا"

چوُں گدا آئینۂ جُود است ہاں
دم بود بر رُوئے آئینہ زیاں

فلسفی در "ماہیؒ" عُمرش تیر شُد
وانکہ جز ماہی است زآبش سیر شُد

دہریہ در عیشِ فانی کور وکر
ماندہ در علمِ کیسانی خیرہ سر

مُرغِ کابِ شور باشد مسکنش
اُو چہ داند جائے آبِ روشنش

لہ علیؒ یعنی حق جلّ وعلا
لہ کلامِ مولانائے رُومؒ

لہ ماہیؒ بمعنی یہ کیا ہے یعنی عالمِ خلق کی جستجو میں عُمر گزار دی۔

اَے کہ اندر چشمۂ شور است جات — تو چہ دانی شطِّ جیحون و فرات

اَے تو نارستہ ازیں فانی رباط — تو چہ دانی صحو و سُکر و انبساط

ور بدانی نقلت از اٰب و جد است — پیشِ تو ایں نامہا چوں ابجد است

ابجد و ہوّز چہ فاش است و پدید — بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید

تو چہ دانی سرِّ ایں را اَے عمی — چوں ندانی کُلُّ شَیءٍ فِی کُلِّ شَیءٍ

ساعتے وا کُن عقالِ بعیر[1] را — بشنو از نَے نالۂ شبگیر را

تا بہ او یعقل بہ او یبطش شوی — ھم بدو یسمع ۔ بدو یبصر شوی

لوحِ محفوظت شود مشہودِ عین — از چہ محفوظ است محفوظی زشین

غیر از معقولہا ۔ معقولہا — بینی اندر دِل علومِ انبیاء

عِلمِ تو علمش و عِلمش عِلمِ تو — حِلمِ تو حلمش و حِلمش حلمِ تو

تو نہ ماندی چونکہ بس گو کیست ایں — فِی مَرَایَا العَدَمِ قَدْ ظَهَرَ المُتِینُ

ایں زماں جاں دامنم بر تافت است — بوئے پیراہانِ یوسف یافت است

"من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرحِ آں یارے کہ آں را یار نیست

از ہمہ اوہام و تصویرات دور — نور نوراً نور نوراً نور نور"

ایں سخن لاریب حق است اَے اخی — وَجْهُهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يَتَجَلّٰى

خاصہ در انساں کہ نوعِ آخر است — کونِ او جملہ جہاں را حاضر است

زیں جہت عالم صغیرش گشتہ نام — فالعوالم اربعہ بنگر تمام

ایں سخن را نیست پایاں اَے پسر — باز گو از گو مگو نعم الخبر

---

[1] یعنی ایں عقل کہ ماخوذ است از عقال بعیر (ریسمانے کہ بہ آں زانوئے اُشتر بہ بندند)

کیست نَے کو مے سراید دمبدم — من نیم واللہ یارا من نیم

ایں فغان و نالہ ہائے زارِ اُو — مے رود تا صحنِ عرشِ یارِ اُو

ہمچو نَے گشتہ تہی از خویشتن — زار و گریان است از حُبِّ وطن

اوست فانی از خُود و فانی بحق — مَنْ رَاٰهُ قَدْ رَاٰی رَبَّ الْفَلَقْ[1]

بیندش چشمے کہ دید از غیر دوخت — مطمحش لاغیر الّا رُوئے دوست

"دِیدنِ چشمِ محمّد از شقی — کَے بود چوں دِید بُوبکرؓ و علیؓ

گُفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنُوں شُد پریشان و غوی

از دِگر خُوباں تُو افزُوں نیستی — گُفت خامش چُوں تو مجنُوں نیستی

دِیدۂ مجنُوں اگر بُودے ترا — ہر دو عالم بے خطر بُودے ترا"

چیست دانی چہرۂ زیبائے دوست — دیدِ حق را آئینہ گویم نہ اوست

بالبِ دمسازِ خُود جفت است اُو — زاں چُوں نَے بس گفتنی گُفت است او

سِرِّ اُو نائی است اُو جُز نَے نِیَیست — شورہائے وہُوئے اُو بے وَے نِیَیست

گُفتۂ نَے گفتۂ نائی بود — گو ظہُورش از دہانِ نَے شود

نَے کہ ہنگامِ حکایت بر دہد — از جُدائی ہا شکایت مے کند

کز مقامِ وحدتم رانیدہ اند — زاں ز شورم مرد و زن نالیدہ اند

کردہ ام جبرُوتِ اسما را عبُور — عالمِ ملکُوت را کردم مرُور

گشتہ ناسُوت آخر ایں منزل مرا — زیں جُدائی ہا شُدہ خُوں دِل مرا

چُوں نہ گِریم در فراقش سر بسر — نیست در عالم زِ من مہجُور تر

---

[1] یعنی من حیث الآثار والصّفات عارفے فرمُودہ است۔ خواہی کہ خُدا بِینی در چہرۂ من بِنگر — من آئینہ اویم اُو نیست جُدا از من

درحریمِ وصل باشاہِ وجود
خُفتہ بُودم ہجر راراہے نہ بُود

گشتہ ام محرُوم از قُربِ ہمیں
در حضیضِ آوردہ موجِ پنجمیں

"سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرحِ دردِ اِشتیاق"

"ہر کسے کو دُور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگارِ وصلِ خویش"

آں دہم بیرُوں کہ اُو در من دمید
آرمیدہ ام بحق از خود رمید

ہاں مگو او چُونکہ باحق واصل است
جُملہ مطلُوبات او را حاصل است

سوال پس زہجرانش شکایت بہرِ چیست؟
وز جُدائی ہا شکایت بہرِ چیست؟

جواب زانکہ وصلِ مُطلق است اِینجا محال
تا بود پیوندِ جسم و جاں بحال

راست فرمُودست مولانا بیاں
در دمِ آخر چُوں رفت اوزیں جہاں

"من شُدم عُریاں زِتن اُو از خیال
مے خرامم در نہایات الوصال"

تا بود اِینجا تشبکِ جسم وجاں
کے رُخِ جاناں عیاں دیدن تواں

اُو زِجان و جاں زاُو مستُور نیست
لیک کس را دیدِ شاں دستُور نیست

مظہرِ ذاتست رُوحِ بے نِشاں
ہمچناں کا سماش را باقی جہاں

"بحث جاں اندر مقامِ دیگر است
بادۂ جاں را قوامے دیگر است"

جُملہ اسماء را تو مرأت آمدی
زاں خلیفہ و مظہرِ ذات آمدی

آمدی از دُور لیک اَے خُوش لقا
گوئے بُردی از ملک یا مرحبا

عَلَّمَ الْاَسْمَا طرازِ جانِ تُست
اُسْجُدُوْا لِاٰدَم ہم اندر شانِ تُست

از کمالت گر ملک آگاہ بُدے
کے اَتَجْعَلُ گُفتہ خُود رُسوا شُدے

نایدایں اندر لباسِ صَوت وحرف
غوطہ باید خورد در دریائے ژرف

چشم بند و گوش بند اے بے نوا — صحنِ دل را نیک روب از ماسویٰ

کن سفر در خود بہ رجعت قہقری — تا ز رمزِ روح و جانت پے بری

پائے کوباں تا بہ بامِ او رسی — از خودی خود بیروں آئی و رہی

از وطن بینی و از اہلِ وطن — جانِ خود بیں گر بروں آئی زِ تن

فہم کن اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن — ابتدا و انتہایت شد ہموں

"اِسم خواندی رو مسمّٰی را بجو — مہ بہ بالا داں نہ اندر آبِ جو"

"اذکر و اللّٰہ کارِ ہر او باش نیست — ارجعی بر پائے ہر قلّاش نیست"

اُذکرونی راست اذکر در قفا — ذکرِ تاں را ذکرِ او نعم الجزا

با ملائک حق بگوید در سما — دوست دارم آں کثیر الذّکر را

دوست دیدارش کہ او محبوبِ ماست — وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ را سزاست

دادہ اسمش شرحِ صدر و رفعِ ذکر — ذکرِ او ہر جا کہ از ما ہست ذکر

ما نہ بے او، او نہ بے ما بالیقیں — گفتۂ او گفتۂ ما شد ازیں

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ زیں بود — لیک نے ہر کس سزائے ایں بود

ذٰلِكَ فَضْلٌ مِّنْہُ۔ اللّٰہ یَصْطَفِیْ — مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ یا اخی

خاصہ پاکانے کہ از خود رستہ اند — دیدہ از غیرت بروئش بستہ اند

کردہ با جاؤک نوا جابتش — از وَلَو خواں تا رحیماً آیتش[1]

"آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست — فانی است و دستِ او دستِ خداست"

از دہن ہائے خلائق شد عیاں — معنی اُذکرکم ہاں اے مہرباں

---

[1] اشارہ بہ آیت ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الخ

ظرفِ اُذْکُرْ اِذْ نَسِیْتَ کے[1] بود — منسی و مذکور ہر گاہ وے بود

"ذکر کُن ذِکرے کہ غیر از دِل رود — غیرِ منسی ذاتِ حق در دِل بود

ذِکر یادِ دِل بود نے از سخن — کو بود صَوت و ہوائے از دہن"

چُونکہ رُوحت غرقِ یادِ حق بود — جامۂ ہستی بکُلّی شق بود

ذاکر و مذکور و ذِکرت یک شود — اندریں دم غیرِ حق بیشک رود

غیرِ تو ہستی، برُوں شو از حرم — خود حجاب اکبری۔ قُم لاجرم

آں وحید الدّہر عارف بایزیدؒ — با ملائک گفت از شوقِ مزید

ہیچ تاں یابید از شاہم نشاں — عرش جائے اوست خواندم در قرآں

جُملہ گفتندش کہ برما کُن عطا — گو خبر از آں شہِ ارض و سما

ماشنیدیم آں کہ قلبِ مومن است — تخت گاہست و زہجراں ایمن است

یَا مُحِیْطَ الْکُلِّ خَلَّاقَ الْوَرٰی — ظاہری و باطنی در دوسرا

عَالمے را در تحیّر کردہ ای — با ظہُورِ کاملت در پردہ ای

یا محیط الکل وہّاب النعم — علمِ تو ہست از علومِ ما اتم

تو مُحیطی کے مُحاطِ ما شوی — عِلْمُنَا کَیْفَ عَلَیْکَ یَحْتَوِیْ

برتری از فہم و قیل و قالِ ما — خاک بر عقلے و بر تمثیلِ ما

کے تند بر شُعلہ تارِ مُوئکے — کے زکُنہت قول راند عاقلے

مالک الملکی و اَللّٰہُ اَحَدْ — لَمْ یَلِدْ۔ لَمْ یُوْلَدْ اَللّٰہُ الصَّمَدْ

لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ لَّکَ کُفُوًا وَّلَمْ — لَیْسَ شَیْئًا مِّثْلُکَ یَا ذَا الْکَرَمْ

---

[1] واذکر ربك اذانسیت الآیۃ

تو چنین نستی کہ خود کردی بیان — در صحائف سابقہ ہم در قرآن

آنچہ با ما در بطونِ اُمّہات — کردہ ای موسم نہ کردہ با نبات

گر نہ[1] سبقت کردے رحمت بر جلال — جملہ عالم ماندے در تیہِ زوال

زیں سبب رحمٰن باللہ قرین — آمدہ در بسملہ از بہترین

عالمے را از عدم کردی بدر — آفریدی جملہ را از خیر و شر

لَیْسَ فِی الْفَیْضَیْنِ[2] یَا رَبَّ الْعُلٰی — یَرْجِعُ الشَّیْنُ اِلَیْکَ لَا وَلَا

لِمْ جَعَلَ الشَّرَّ شَرًّا بَاطِلُ — اِذْ تَخَلَّلَهٗ هُنَالِکَ عَاطِلُ

لِمْ جَعَلَ الشَّرَّ مَوْجُوْدًا ابدال — خیر ذاتی ہست و شر عارض بداں

علم تابع است مر معلوم را — کیف زید یتقی زاں شد خطا

گر نہ لطفت یاورِ مظلم بدے — کے جوابِ الست را ملہم شدے

خلقتِ ما کردی از ماءٍ مہینٍ — اَحْسَنُ التَّقْوِیْمِ کردی ذوالیقین

پس عطا کردی بما عقل و حواس — تا کہ از اعمالِ ما بینی سپاس

از پئے لطف و ہدایت از سبل — نیست ما را جز اطاعت با رسل

ہم ز فضل و رحمِ خود یا ذوالعلا — کردہ ای ارسالِ رسل و انبیاء

تا کہ ختم الانبیاء جد الحسن — آخر آمد بود فخرِ انجمن

خواند بر ما روشن و معجز کتاب — داد ما را شرع با فصلِ خطاب

علم و حی آمد دلیلت سر بسر — عقلِ جزوی ہست اینجا خیرہ سر

---

[1] یعنی تجلیِ رحمانی از یں جا خواہی فہمید کہ الرحمٰن علی العرش استویٰ فرمودند اینکہ اللہ علی العرش استویٰ از برائے ہمیں معنٰی کہ غیرتِ جلالِ ذات ماسویٰ را اجازتِ شرکت فی الوجود نمے بخشد بخلاف رحمتِ عامہ [2] یعنی فیضِ اقدس و مقدس

عبدۃ البطن اند ابنائے زمان — کہ فضیلت مے دہند ایں را بر آں

کور و کرّ انند بس غافل زِ یار — روز و شب در حظِّ نفسانی دوار

مِعدہ را بگذار سُوئے دِل خرام — تا کہ بے پردہ زِ حق آید سلام

تا الست اَز وے شنوی اِیں زماں — ہم بلیٰ آری مجیباً بر زباں

وحدتت باشد بہ کثرت جلوہ گر — پس خرامی در وصالش سر بسر

تا بدانی سِرِّ اطوارِ وجُود — کیست دیّار اندریں دارِ وجُود

کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ مشہُودِ عین — باشدت آں دم رہی از غین و شین

راکعاً سرشار از رُوئے کسے — ساجداً از دیدِ ابرُوئے کسے

بینی او را اندریں آئینہ ہا — ثَمَّ وَجْهُ اللهِ بفہمی بے خطا

بینی عالم را ظہورِ حق گہے — گاہے حق ظاہر و باطن عالمے

لا يَصِحُّ عِنْدَكَ فِي ذَا الشُّهُودِ — شَمَّتِ الْاَعْيَانُ رَائِحَةَ الْوُجُودِ

گاہ بینی عین ثابت را عدم — ینصبغ بصفات او اندر قدم

گاہ وجُودِ خاص دانی مر ورا — پس انا الحق در سرائی بر ملا

"در تصوّر ذاتِ اُو را گُنج کُو — تا در آید در تصوّر مثلِ اُو"

"آفتاب آمد دلیلِ آفتاب — گر دلیلت باید اَز وے رُو متاب"

جذب و شوقِ بُلبُلِ بُستانِ چشت — باز نالاں گشت بر گُل ہائے کِشت

سُنۃ اللہ چُونکہ جاری شُد بریں — در بہاراں سبزہ روید از زمیں

"مُدّتے اِیں مثنوی تاخیر شُد — مُہلتے بایست تا خُوں شِیر شُد"

ہاں نہ گوئی معجزاتِ انبیاءؑ — شُد خلافِ نصِ شرعی ایں کجا

سُنّتش را نیست تبدیلی نہ ضِد — شاہدش برخواں زِ قرآں لَن تجدُ

پس خلافِ نیچر و قانونِ اُو — در شتا صیفی چساں آید بتو

زانکہ ایں ہم بر وفاقِ عادت است — معجزہ ہم در طباقِ سُنّت است

عادی و غیرش وثاقِ سُنّتش — وافر و کم بر وفاقِ عادتش

کثرتِ اُو قلّتِ ایں از قِدم — در محاطِ سُنّت و جف القلم

نیچری چوں اندریں جاگاہ شُد — لاجرم زیں نکتہ کم آگاہ شُد

صدقِ طالب جُودِ آں ربّ صمد — پیش از فصلِ بہاراں بر دہد

لیک مختصٌّ بذالک من یشا — از عبادش انبیاء و اولیاءً

"آں دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعاست — فانی است و دستِ اُو دستِ خُدا است"

از دہن ہائے خلائق شُد عیاں — معنیِ اذکر کہ ہاں اے مہرباں

شَیْئًا لِلّٰہ شاہِ جیلاںؓ اعطنی — یا مُعین الدّین چشتیؒ آتنی

ہر زباں مے خواند از عشقِ مزید — یا فریدؒ و یا فریدؒ و یا فریدؒ

رحم فرما اے سُلیمانؒ زماں — الہُدے اے تو نشانِ بے نشاں

اَلمدد یا شمسِ دیںؒ غوثِ جہاں — فضل کُن یا فضلِ دیںؒ کہف الاماں

چوں حدیثِ رُوئے شمسُ الدّینؒ رسید — شمسِ چہارم آسماں سر در کشید

نورِ رُوحانی دہد شمسِؒ سیال — کوست حقّانی و باقی بے زوال

از افول آمد منزّہ شمسِؒ دیں — غیرِ اُو آفل لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن

شرحِ احسانات و فیضِ مُستمر — ایں زماں بگذار تا وقتِ دِگر

اَولیا صیقل گرانِ رُوم داں — نے چوں نقّاشانِ چیں لعبت گراں

دِل زغیرِ دوست چُوں صافی کُنند — ہر دو با خُود آئینہ بازی کُنند
عکسِ مہ رُوئے فتد آنگہ در و — کہ مصفّٰی باشد و ھم رُوبرُو
پاک کُن مرآتِ خُود از غیرِ حق — کے تَرٰی فِیہِ وُجُوھًا وجہِ حق
رنگِ غیریّت زمرآتت بکَن — منعکِس فیہا علُومِ ذُوالمنن
تا بیابی عِلمِ خود از علمِ اُو — ذات واَوصافش ہمہ ظاہر زِ تو
نے نجُوم است و نہ رمل است و نہ خواب — وحیِ حق واللہ اعلم بالصّواب
از پئے رُوپوشِ عامہ در بیاں — وحیِ دِل گویند او را صُوفیاں
تلغرافِ غیبی آمد از اساس — گشت چشتی پاسِ حق را صد سپاس
آنکہ ہتکِ عزّتش کردہ حرام — مُحترم کردش بہ نزدِ خاص و عام
آلِ علی رضی۔ غیُّور و منّان وصمد — راجیِ خُود را کجُا رُسوا کُند
یا الٰہی۔ فیض از وہبانیہ — زِدْ وَ بَارِکْ انجمن نعُمانیہ
انجمن نعُمانیہ شُد دارِ ایں — تاجدارِ خدمتش آں تاجِ دیں
وال سلیمُ الطبع والدّیں خُوش صفات! — آں سلیمُ اللہ مُفتی نیک ذات
حق سلامت داردش از رنج و تاب — دین و دُنیا باشدش خیر المآب

ہم چراغِ دینِ احمدؐ خادمش
الاماں یارب زِبادِ صرصرش

حضرت قبلۂ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ

کی

تصنیفات

۱۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق } یہ کتاب کلمۂ طیبہ کی تشریح اور مسئلۂ وحدت الوجود کے بیان میں ہے۔ جو حضرتؒ نے لکھنؤ کے مشہور صوفی مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کی کتاب کلمۃ الحق کے جواب میں تحریر فرمائی۔ شاہ صاحب لکھنوی نے مسئلۂ وحدت الوجود کو کلمۂ طیبہ کا مدلول ثابت فرما کر تمام امتِ محمدیہ کو اس کشفی مسئلہ کے ساتھ مکلف فرما دیا تھا حضرت پیر صاحبؒ نے اپنی خداداد علمی و عرفانی قابلیت سے نہ صرف شاہ صاحب کے اس خطرناک نظریہ کی تردید فرمائی بلکہ صوفیائے کرام کے مسلک کے مطابق مسئلہ مذکورہ کی ایسی مدلل تشریح فرمائی جو اربابِ علم و ذوق کے لیے خضرِ راہ ہے۔ کتاب کے آخر میں صوفیائے وجودیہ کے طریقۂ سلوک و توجہ کو عمدہ انداز میں بیان فرما کر سرکارِ دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مختصر سیرتِ طیبہ کا بھی بیان فرمایا ہے۔ ۲۱۱ صفحات پر مشتمل تیسرا ایڈیشن جس میں عربی اور فارسی کی عبارات کا اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

۲۔ شمس الہدایہ } یہ کتاب حضرت مسیح ابنِ مریم کے زندہ آسمان پر تشریف لے جانے اور قیامت کے قریب واپس زمین پر نزول فرمانے کے موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائی گئی اور اس میں ختمِ نبوت جیسے متفقہ اور اجماعی عقیدہ کے متعلق تمام اعتراضات اور شکوک و شبہات کی مدلل تردید تحریر ہے۔ ۶۶ صفحات پر مشتمل تیسرا ایڈیشن

۳۔ سیفِ چشتیائی } ہر طبقہ کے علمائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حیاتِ مسیح علیہ السلام اور ختمِ نبوت کے موضوع پر اس سے بہتر اور مستند کتاب کبھی نہیں لکھی گئی۔ قوتِ استدلال اور طرزِ بیان بے نظیر ہے۔ علم دوست اصحاب میں بے حد مقبول ہے۔ ۲۴۰ صفحات پانچواں ایڈیشن

۴۔ اعلاءِ کلمۃ اللہ } یہ کتاب وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ہے جس میں حضرتؒ نے مسائل نذر و نیاز، سماعِ موتٰی، استمداد اولیائے کرام کو نہایت شستہ انداز میں بیان فرمایا ہے اور ان مسائل میں اہلِ اسلام میں جو اختلافات مدت سے چلے آ رہے ہیں انہیں اعتدال و انصاف کے ساتھ ختم کرانے کی کوشش فرمائی ہے۔ ۱۴۶ صفحات، پانچواں ایڈیشن

۵۔ مکتوباتِ طیبات } یہ کتاب آنجنابؒ کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے احباب اور متعلقین کی طرف تحریر فرمائے ان میں بہت سے مسائل شریعت و طریقت کا حل موجود ہے۔

۶۔ الفتوحات الصمدیہ } اس کتاب میں مخالفین کی طرف سے حضرت پر کئے گئے ان دس مشکل سوالات کے جوابات دیئے گئے جن پر مخالفین کو بہت ناز تھا۔ کتاب کے آخر میں حضرتؒ کی طرف سے پوچھے گئے بارہ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات مخالفین آج تک نہ دے سکے۔

۷۔ تصفیہ مابین سنی و شیعہ } اپنی اس تصنیف لطیف میں حضرت نے خلافتِ راشدہ کی حقانیت کے ساتھ ساتھ اہلِ بیت کرام کے فضائل کو از روئے کتاب و سنت انتہائی متوازن انداز میں ثابت فرمایا ہے۔ یہ کتاب توازن و استدلال مسلک کا شاہکار ہے۔

۸۔ ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم } فارسی زبان میں لکھی گئی یہ کتاب حضرت قبلۂ عالم کی طرف سے مرزائیت کی مکمل تردید پر مشتمل ہے۔ اسکے مندرجات کی تفصیل پہلے شمس الہدایہ اور سیفِ چشتیائی کے عنوان سے شائع شدہ کتابوں کی صورت اردو زبان میں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ اب اصل کتاب فارسی بھی فارسی دان حضرات کیلئے شائع ہو چکی ہے اور دستیاب ہے۔

۹۔ مہرِ منیر } آنجناب کی شہرۂ آفاق سوانح عمری، آپ کے مصدقہ حالاتِ زندگی، علمی و روحانی مجاہدات و کمالات کا تفصیلی تذکرہ، تصنیفات کا مختصر خلاصہ۔ قادیانیت کے خلاف آپ کے معرکہ کی داستان نیز آپ کے صاحبزادہ و جانشین حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ وصال ساتواں ایڈیشن ،۶۳۰ صفحات، بہترین کاغذ، آفسٹ طباعت، خوبصورت جلد

۱۰۔ ملفوظاتِ طیبات } آپ کے علمی ارشادات و ملفوظات کا مجموعہ، بارِ چہارم، آفسٹ طباعت، مجلد نیا ایڈیشن

۱۱۔ مرآۃ العرفان } آپ کا عارفانہ اور روحانی کیفیات سے بھرپور منظوم کلام، مرصع ایڈیشن۔ دو رنگوں میں آفسٹ طباعت۔

ملنے کا پتہ:- **آستانہ عالیہ غوثیہ۔ گولڑا شریف، ضلع اسلام آباد**